

وردی کی مخالفت نہ کرنے پر پرویز مشرف نے کروڑوں روپے کی سیکڑوں ایکڑ فوجی اراضی فضل الرحمن کے قریبی دوستوں کو دیدی

اسلام آباد (انصار عباسی) یہ راز بالآخر جزوا آشکار ہو گیا ہے کہ سن 2004ء میں صدر پرویز، بے یو آئی کے مولانا فضل الرحمن کو کس طرح اس امر پر قائل کرنے میں کامیاب ہوئے کہ وہ ان کے یونیفارم میں رہنے کی مخالفت نہ کریں، اس مقصد کیلئے جنرل نے مولانا کے قریبی احباب اور پیاروں کو کروڑوں روپے کی سیکڑوں ایکڑ فوجی اراضی سے نوازا۔ دی نیوز کو اراضی کی الاٹمنٹ کی جو دستاویزات ملی ہیں، انکی زو سے پتہ چلتا ہے کہ متحدہ مجلس عمل کیونکر جنرل پرویز مشرف کیلئے ایک دوستانہ اپوزیشن کا کردار ادا کرتی رہی، انتہائی مشکل اوقات میں انہیں مشکلات سے نکلنے کا موقع دیا اور یہ کہ بے یو آئی کی زیر قیادت صوبائی حکومت کیونکر اپنے پانچ برس پورے کر سکی۔ اب یہ تصدیق ہو چکی ہے کہ سرکاری اراضی اور بے یو آئی کے رہنماؤں اور ان کے رشتہ داروں کو ملنے والی رقوم کے حساب میں بے یو آئی کو خریدنے کیلئے جو قیمت لگائی گئی وہ بہت بڑی تھی۔ یہ واضح نہیں کہ آیا پاک فوج کسی سیاستدان کو الاٹ کی گئی اپنی اس اراضی کی الاٹمنٹ منسوخ کر سکتی ہے یا نہیں جو سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کی گئی ہو۔ پرویز مشرف نے جب یہ غیر معتبر وعدہ کیا کہ وہ دسمبر 2004ء میں یونیفارم اتار دیں گے تو پہلے تو بے یو آئی کی قیادت میں چلنے والی ایم ایم اے نے اسے خاموشی سے تسلیم کر لیا اور جب وہ اپنے وعدے سے منکر گئے تو پھر اس اتحاد نے ان کیلئے کوئی مشکل پیدا نہیں ہونے دی، سوائے اس کے کہ عوام کو مطمئن کرنے کیلئے پچھلے آہنگ میں آوازیں اٹھانی گئیں۔ اور یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ بے یو آئی کے مولانا فضل الرحمن کو سیکڑوں ایکڑ سرکاری اراضی الاٹ کی گئی ہے جو زیادہ تر ان کے رشتہ داروں، عملے یا ملازمین کے نام پر ہے۔ دی نیوز کی تحویل میں جو دستاویزات ہیں وہ بے یو آئی کے رہنماؤں کی کھلی کرپشن کی گواہی دے رہی ہیں۔ بے یو آئی کے رہنما لوگوں کو بیوقوف بنانے کیلئے اسلام کو استعمال کرتے ہوئے کبھی نہیں جھٹکتے لیکن وہ مادی اور مالیاتی فوائد کیلئے اصولوں پر سمجھوتوں سے بھی کبھی نہیں رکے۔ بیدل کئے گئے آمر کے حوالے سے معلوم ہوا ہے کہ اس نے (اپنے دور کی آخری قومی اسمبلی میں) اپنے ”اپوزیشن لیڈر“ اور این ڈبلیو ایف پی کے وزیر اعلیٰ کو کوئی 12 سو کنال فوجی اراضی ڈیرہ اسماعیل خان میں الاٹ کی۔ اگرچہ جو زمینیں الاٹ کی گئیں وہ یا تو ان دونوں رہنماؤں سے قریبی تعلق رکھنے والے افراد کو ملیں یا ان کے رشتہ داروں کو ملیں لیکن ڈیرہ اسماعیل خان کے ریونیو ڈپارٹمنٹ نے تصدیق کی ہے کہ ان دونوں رہنماؤں کی ذاتی ملکیت میں 600 کنال فی کس اراضی ہے۔ صوبہ سرحد کی حکومت میں بورڈ آف ریونیو کے ایک سینئر رکن کو بھی فوجیوں کیلئے مختص اراضی کی الاٹمنٹ کے انتہائی متنازع عمل میں اپنے کردار پر 4 سو کنال اراضی الاٹ کی گئی۔ 1200 کنال اراضی کے الاٹمنٹ لیجر جی ایچ کیو کے ایجوٹنٹ جنرل راہولپنڈی لینڈٹ کنٹرول محمد ظفر کے دستخطوں سے جاری ہوئے جس پر 23 اکتوبر 2004 کو توثیقی دستخط بریگیڈیئر ڈبلیو آر۔ ون ظفر اقبال شاہ نے کئے تھے، یہ وقت اس ڈیڈ لائن سے بمشکل دو ماہ پہلے کا تھا جو پرویز مشرف نے آرمی چیف کا عہدہ چھوڑنے کیلئے مقرر کی تھی۔ تمام تر کوششوں کے باوجود اس معاملے پر مولانا فضل الرحمن سے رابطہ نہیں ہو پایا تاہم ان کی جماعت کے ترجمان نے دونوں انداز میں کہا ہے کہ اس الزام میں کوئی حقیقت نہیں ہے اور یہ بے یو آئی اور اس کے رہنماؤں کی کردار کشی کیلئے چلنے والی مہم ہے۔ ترجمان نے کہا کہ اراضی نہ تو بے یو آئی کے ان دونوں رہنماؤں کے نام الاٹ ہوئی اور نہ ہی ان کے قریبی معاونین یا رشتہ داروں کو الاٹ ہوئی۔ تاہم بے یو آئی کے سابق وزیر اعلیٰ اکرم خان درانی نے تسلیم کیا ہے کہ ان کے بعض قریبی معاونین اور رشتہ داروں کو زمینیں الاٹ کی گئی ہیں مگر ان کا کہنا تھا کہ ان کا اس اراضی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تاہم دی نیوز کو جو دستاویزات ملی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا فضل الرحمن اور اکرم خان درانی سے تعلق رکھنے والے 6 افراد میں سے ہر ایک کو 200 کنال اراضی الاٹ کی گئی جبکہ ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک سینئر ریونیو آفیسر کا کہنا ہے کہ دراصل یہ اراضی انہی دونوں رہنماؤں کی ملکیت میں ہے۔ ایم ایم اے میں مولانا فضل الرحمن کے بڑی اتحادی جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد تھے، جب ان سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ انہیں یا انکی پارٹی کو اس سودے بازی کا کوئی علم نہیں تھا۔ دستاویزات کے مطابق یہ تمام تر اراضی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اور راکھ گھاس تحصیل میں الاٹ کی گئی، یہ اراضی دراصل اس 136000 کنال اراضی میں سے تھی جو صوبائی حکومت نے پاک فوج کو اسکی اسکیم کیلئے دی تھی، اس اسکیم کے تحت یہ زمینیں افسروں اور جوانوں کو ان کی کارکردگی، قربانی اور لگن پر ایک طے شدہ فارمولے کے تحت انہیں اور ان کے اہل خانہ کو دی جاتی ہیں۔ ایجوٹنٹ جنرل برانچ، ڈبلیو اینڈ آر ڈائریکٹوریٹ نے 23 اکتوبر 2004 کو اپنے چھ علیحدہ علیحدہ خطوط میں (جن کے اوپر واضح طور پر ”منوعہ“ کا ٹیگ لگا ہوا ہے) فی کس 200 کنال زرعی اراضی مندرجہ ذیل افراد کو الاٹ کی گئی ہے۔ ابراہیم احمد خان ولد شیر محمد اسماعیل خان، بکلی جہم 41 سیکڑ آبی ٹائن / فور جامع مسجد فاروق اعظم اسلام آباد، (یہ صاحب مفتی ابراہیم کے نام سے معروف ہیں۔ یہ الائی مولانا فضل الرحمن کے پی اے ہیں) دوسرے رحمت اللہ خان ہیں جن کا تعلق محلہ محمود خیل گاؤں عبدالغیل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے ہے اور یہ مولانا فضل الرحمن کے بھائی مولانا لطف الرحمن سے وابستہ ہیں اور انہیں خاندان کا فرد تصور کیا جاتا ہے۔ محمد رمضان ولد فیروز خان ضلع ڈی آئی خان کے گاؤں عبدالغیل کے محلہ محمود خیل میں رہنے والے ہیں وہ شریف اللہ سے قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ ابراہیم علی شاہ ولد اصغر علی شاہ میوہ خیل فضل حق ملوانہ، بنوں کے رہنے والے ہیں اور وہ سابق وزیر اعلیٰ سرحد کے کزن ہیں، ان کے بارے میں درانی صاحب کا یہ کہنا ہے کہ ان کے والد ریٹائر فوجی ہیں، چنانچہ ان کے بیٹے کو اراضی دی گئی ہے۔ پٹانوں کی ہانت سے مستفید ہونے والے پانچویں محمد اشرف علی خان ولد محمد شیراد خان تحصیل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان گاؤں کھنی کے رہنے والے ہیں وہ مولانا لطف الرحمن کے ذاتی عملے میں شامل ہیں، مستفید ہونے والی چھٹی شخصیت محمد شیراد خان ولد اسلم شیر خان ہبہا کہ شارزہ خان پوسٹ آفس اسکندرخیل بنوں ہیں اور وہ درانی کے بچپا ہیں، یہ بات خود درانی نے بھی تسلیم کی ہے تاہم انکا کہنا ہے کہ ان کے بچپار ریٹائر فوجی ہیں اور انہیں جی ایچ کیو نے اس لئے اراضی دی ہے۔ جی ایچ کیو سے جاری ہونے والے ان لیٹرز پر زمین کا انتقال 26 جنوری 2005 کو ہوا۔ ان الاٹمنٹ لیٹرز کے بعد اس وقت کی صوبائی حکومت نے بورڈ آف ریونیو کے سینئر رکن رعایت خان کو مذکورہ موضع میں ہی 400 کنال اراضی دینے کے معاملہ پر جی ایچ کیو سے رجوع کیا، کیونکہ اس عہدیدار نے مبینہ طور پر زمین کے انتقال میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ مولانا فضل الرحمن کی پارٹی کے ترجمان مولانا امجد نے اس نامہ نگار سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ یہ الزامات ڈس انفارمیشن ہیں اور ان کا مقصد مولانا کو بدنام کرنا ہے۔ اکرم خان درانی نے رابطہ کرنے پر بتایا کہ یہ اراضی ان کی حکومت آنے سے پہلے فوج کو دی گئی تھی اور انہوں نے اپنے دور اقتدار میں اس فیصلے کو منسوخ کرانے کی بھرپور کوشش کی تھی، انہوں نے اس تاثر کی تردید کی کہ ان کے قریبی رشتہ داروں کو ملنے والی اراضی دراصل انکی ملکیت ہے۔ انکا کہنا تھا کہ ان کے ایک بچپا کو اس لئے اراضی دی گئی کیونکہ وہ سابق فوجی ہیں جبکہ دوسرے رشتہ دار کے والد فوج میں تھے، تاہم جب ان سے مولانا فضل الرحمن کے معاونین کو ملنے والی اراضی کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ مولانا فضل الرحمن کی جانب سے کوئی جواب نہیں دیں گے، سابق وزیر اعلیٰ سرحد نے اس نمائندے سے کہا کہ میڈیا کو اپنی توجہ اسلام آباد پر مرکوز کرنا چاہئے اور جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ آیا وہ ان چار زرعی پلاٹوں کی الاٹمنٹ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان کی الاٹمنٹ کیلئے حال ہی میں سی ڈی اے پر دباؤ ڈالا گیا، تو انکا جواب تھا کہ یہ محض میڈیا کی گپ شب ہے۔ تاہم جب ایک سینئر ڈسٹرکٹ ریونیو آفیسر سے رابطہ کیا گیا تو اس نے بتایا کہ مذکورہ زمین دراصل مولانا فضل الرحمن اور درانی کی ملکیت ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ یہ نہیں جانتے کہ اُس وقت کے آرمی چیف نے کس قانون کے تحت فوجی اراضی اس طرح الاٹ کی، حالانکہ یہ وہ اراضی ہے جو صرف آرمی کے افسروں اور این سی او یا شہداء کے اہل خانہ کو ملتی ہے۔